6

ہمیں جہادِ صغیر سے ہٹ کر جہادِ کبیر کی طرف توجہ کرنی چاہیئے

(یکم مارچ 1946ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

"رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی دشمن کے حملہ کے دفاع کے لئے باہر تشریف لے جاتے اور اُس حملہ کے دفاع سے فارغ ہو کر واپس آتے تو فرماتے ہم چھوٹے جہاد سے فارغ ہو گئے ہیں۔ اب آؤ ہم بڑے جہاد میں مشغول ہوں۔1 حالانکہ وہ جہاد مذہبی تھے مگر چونکہ ان میں ایک دنیوی رنگ پایا جاتا تھا اور گو حقیقتاً مذہب کی خاطر وہ جنگیں تھیں مگر دشمن اپنے سیاسی غلبہ اور سیاسی زور کے حصول کے لئے اسلام کو تباہ کرنا چاہتا تھا اور اِدھر اس حملہ کو دور کر کے اسلام کو بھی سیاستاً ایک غلبہ حاصل ہوتا تھا اِس لئے آپ نے اِس جہاد کا نام جہادِ اصغر رکھا۔ لیکن اس کے بالمقابل آپ خالص تبلیغ اور خالص تربیت کو۔ جہادِ اکبر قرار دیتے تھے۔

ہماری جماعت کو بھی بعض دفعہ بعض کام ایسے کرنے پڑتے ہیں جو بظاہر دنیوی رنگ رکھتے ہیں۔ گو جس انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت ہو۔ خدا تعالیٰ کی طرف اس کی رغبت ہو وہ اپنی ہر ایک چیز دین کی طرف بدل کر لے جاتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے میرے شیطان کو بھی مسلمان کر دیا ہے۔2 وہ جو بات بھی مجھے کہتا ہے اسلام ہی کی کہتا ہے۔ درحقیقت اس کے معنی یہ تھے کہ جیسے کہتے ہیں "ہر کہ در کانِ نمک رفت نمک شُد"

رسول کریم ﷺ کا تقویٰ اور نیکی ایک اتنا بڑا سمندر تھا کہ شیطان کی باتیں بھی اس میں پڑ کر نیک ہی بن جاتی تھیں جیسے سیپی میں گرنے والا قطرہ بھی موتی بن جایا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ حقیقت کیا ہے۔ مگر مَیں نے جو یہ مثال دی ہے۔ اپنی زبان کے محاورہ کے مطابق دی ہے۔ کہتے ہیں کہ سیپ میں پانی کا قطرہ گر کر موتی بن جاتا ہے۔ پس جو بات بھی رسول کریم ﷺ کے دل میں داخل ہوتی تھی نیک بن جاتی تھی۔ کیونکہ جس شخص کے دل میں نیکی ہو گی اس کے دل پر علیٰ قدرِ مراتب ہر چیز کا ایک نیک اثر پڑے گا۔ رسول کریم ﷺ تمام انسانوں سے چاہے وہ سابق زمانہ میں گزرے ہوئے ہوں اِس زمانے میں ہوں یا آئندہ زمانہ میں آنے والے ہوں۔ اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے۔ آپ انبیاء کے بھی سردار تھے اور بنی نوع انسان کی پیدائش کے مقصود تھے۔ اس لئے آپ کا مرتبہ تو بہرحال بڑا ہی تھا۔ مگر آپ سے اتر کر جو انبیاء و صلحاء گزرے ہیں۔ وہ بھی اپنے رنگ میں اس بات کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں کہ ان پر جو برائی پڑتی وہ نیکی کا رنگ اختیار کر لیتی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دفعہ ایک گلی میں سے گزر رہے تھے۔ وہاں ایک کُتّا مرا پڑا تھا ان کے ساتھ ان کے جو حواری تھے وہ وہاں سے جلدی جلدی دوڑے اور کہا کتنی سخت بدبو ہے اور کتنی گندی چیز ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور فرمایا اس کے دانت تو دیکھو کیسے موتیوں کی طرح روشن ہیں۔ تو نیک آدمی کو نیک چیز نظر آتی ہے اور بد آدمی کو بد چیز نظر آتی ہے۔ ایک کمزور معدے والا انسان مٹھائی بھی کھاتا ہے تو بیمار ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک مضبوط معدے والا مرچیں بھی کھاتا ہے تو زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے۔ غریبوں کے بچے بازاروں میں پڑے ہوئے خربوزوں کے چھلکے کھا جاتے ہیں اور وہ زیادہ موٹے اور تر و تازہ ہوتے جاتے ہیں لیکن آسودہ حال لوگوں کے بچے اگر اس کا ایک سَو پچاسواں حصہ بھی کھا لیں تو شدید پیچش میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات اس کے نتیجہ میں وہ مر جاتے ہیں۔ کیونکہ اس کے اندر بیماری ہوتی ہے اور اس کے اندر صحت ہوتی ہے۔ اس کے اندر تازہ خربوزہ بھی بیماری پیدا کر دیتا ہے اور اس کے اندر خربوزے کا چھلکا بھی طاقت پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ صحت کا سمندر ہے اور یہ بیماری کا سمندر ہے۔ اسی طرح رسول کریم ﷺ چونکہ نیکی کا سمندر تھے اس لئے

جو چیز بھی آپ کے دل میں پڑتی تھی نیک ہو جاتی تھی۔

یہی حال قوموں کا ہے۔ جن قوموں کے اندر خدا تعالیٰ روحانیت پیدا کرتا ہے دنیوی باتیں بھی اُن کے لئے دین بن جاتی ہیں کسی بزرگ نے کہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر اس بات کو دُہرایا کرتے تھے کہ نیکی اور تقویٰ یہ ہے کہ "دست درکار و دل بایار" 3 یعنی نکمے نہ بیٹھو، فضول وقت ضائع نہ کرو۔ لوگوں پر بار نہ بنو۔ کماؤ اور کھاؤ۔ مگر جس وقت تم بظاہر سَودا دے رہے ہو تمہارا دل اس وقت خدا تعالیٰ سے باتیں کر رہا ہو۔ تمہاری مادی آنکھیں گاہک پر ہوں لیکن دل کی آنکھیں اپنے مولیٰ کے چہرے پر ہوں۔ ایسے آدمی کا ہر کام ہی دین ہو جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت اور اس سے تعلق کے اظہار کے لئے اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ بھی ڈالتا ہے تو وہ صدقہ ہو جاتا ہے۔4 یہ مطلب نہیں کہ وہ ویسا ہی صدقہ ہو گا جیسے غرباء کو دیا جاتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور وہ اس کی نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور گو وہ اپنی نفسانی خواہش کو پورا کرنے کے لئے اپنی بیوی سے حسن سلوک کرتا اور اس سے محبت کا اظہار کرتا ہے مگر خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ چونکہ اس نے اپنی بیوی کے منہ میں اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے لقمہ ڈالا تھا کہ خدا تعالیٰ نے یہ وجود میرے سپرد کیا ہے اور اس نے اس سے حُسنِ سلوک اور پیار کرنے کا حکم دیا ہے اِس لئے اس کا یہ فعل ایک نیکی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے نفس کے لئے ایسا کرتا تو گناہ بن جاتا اور اگر وہ محض اخلاقاً ایسا کرتا تو ایک مباح چیز ہو جاتی۔ یہ بھی وہی مثال ہے کہ جب نیک چیز کے اندر بُری چیز پڑتی ہے تو وہ بھی نیک ہو جاتی ہے۔ تو بعض بندے ہر چیز کو خدا تعالیٰ کے لئے بنا لیتے ہیں۔ مگر پھر بھی مارج ہوتے ہیں۔5 بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنا جب وہ خدا تعالیٰ کی خاطر ہو بیشک نیکی ہے مگر جہاد کے لئے اپنا مال دینا اس سے بڑھ کر نیکی ہے کیونکہ اس کا ظاہر بھی نیک ہے اور باطن بھی نیک ہے۔ اس کے ظاہر میں بھی نفس کی خواہش نہیں اور اس کے باطن میں بھی نفس کی خواہش نہیں۔ پس بہرحال جو خالص دین کے کام ہوں گے وہ زیادہ اہمیت رکھنے والے اور خدا تعالیٰ کے زیادہ قریب کر دینے والے ہوں گے۔

ہماری جماعت کے لوگوں نے پچھلے دنوں یہاں بھی اور باہر بھی الیکشن کے کاموں میں

حصہ لیا ہے۔ جن لوگوں نے خدا تعالیٰ کے خوف کو مد نظر رکھا انہوں نے خدا تعالیٰ کے نزدیک اِحْتِسَابًا ہی ایسا کیا مگر پھر بھی اس کے ساتھ کچھ دنیوی اغراض وابستہ تھیں۔ اب ہم اس کام سے فارغ ہو چکے ہیں اس لئے مَیں کہتا ہوں کہ آؤ جس طرح رسول کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ہم ایک چھوٹے جہاد سے فارغ ہو گئے ہیں آؤ اب ہم بڑے جہاد کی طرف مائل ہوں اسی طرح ہم بھی بڑے جہاد کی طرف مائل ہوں۔ سب سے بڑا جہاد انسان کا یہی ہوتا ہے کہ اپنے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرے اور اپنے ہمسائیوں کو خدا تعالیٰ کی طرف راجع کرے۔ پس اصلاحِ نفس اور اشاعتِ دین یہی سب سے بڑا جہاد ہے۔ اور تقویٰ کے تمام مدارج بندوں کی اصلاح اور خدا تعالیٰ سے بندوں کی صلح کرانے میں ہی مرکوز ہیں۔ یہی ایک کام ہے جو تمام انبیاء کرتے چلے آئے ہیں اور یہی تمام انبیاء کی بعثت کا مقصود تھا۔ اگر اس کام میں ہم کوتاہی کریں تو ہماری زندگی بالکل لغو اور فضول ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کو پورا کر لیں تو ہماری زندگی خدا تعالیٰ کے عین منشاء کے مطابق ہوتی اور ہماری موت ہماری زندگی سے زیادہ مبارک ہوتی ہے کیونکہ یہ بیج بونے کا وقت ہے اور وہ فصل کاٹنے کا وقت ہے۔ زمیندار بیج بوتے وقت بھی خوش ہوتا ہے اور فصل کاٹتے وقت بھی۔ لیکن فصل کاٹتے وقت تو اس کا دل بلّیوں اچھل رہا ہوتا ہے۔ پس مَیں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اب جب کہ ہم الیکشن کے کام سے فارغ ہو چکے ہیں ہمیں چاہئے کہ ہم اس سے زیادہ اہم ذمہ داریوں کی طرف توجہ کریں اور اپنے نفس کی اصلاح اور سلسلہ کی تبلیغ کی طرف متوجہ ہوں۔ تبلیغ کا کام اتنا بڑا اور وسیع کام ہے کہ اس کے لئے ہمارے پاس ابھی پورے سامان بھی نہیں بلکہ ان سامانوں کا ہزارواں حصہ بھی نہیں۔ ہم میں سے کچھ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر، ماں باپ کو چھوڑ کر اور اپنے وطن کو چھوڑ کر غیر ملکوں کے راستے اختیار کئے ہیں اور وہ وہاں غیر زبان میں غیر قوموں کے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی باتیں سناتے ہیں۔ کیا ہم لوگ یہ بھی نہیں کر سکتے کہ اپنے ملک میں رہ کر اپنی زبان میں خدا تعالیٰ کی باتیں اپنے ملک کے لوگوں کو سنائیں؟ کیا ایک انگریز کا یا کیا ایک امریکن کا یا کیا ایک جرمن کا یا کیا ایک فرانسیسی کا یا کیا ایک سپینش یا ایک ویسٹ افریقن یا ایک ایسٹ افریقن یا ایک ارجنٹائنا کے رہنے والے کا یا ایک برازیل کے رہنے والے کا ہم پر زیادہ حق ہے یا

ایک ہندوستانی ہمسائے کا ہم پر زیادہ حق ہے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ہم اس بات پر تو خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے اپنے مبلغ دنیا کے کناروں تک پہنچا دیئے مگر اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ ہم اپنے ہمسائے کو جو جہنم میں گر رہا ہے وہاں سے ہٹا کر جنت کے دروازہ پر کھڑا کر دیں؟ یقیناً ہمارے دل میں اگر اپنے ہمسائے کی ہمدردی نہیں یقیناً اگر ہمارے دل میں اپنے ملک کے لوگوں کی ہمدردی نہیں تو ہماری بیرونی تبلیغ ایک تمسخر کہلائے گی، ایک رِیاء کہلائے گی، اور کوئی شخص بھی یہ تسلیم نہیں کرے گا کہ جو شخص اپنے ہمسائے کو گمراہی میں گرتے دیکھتا ہے لیکن اس کے لئے کوشش نہیں کرتا اور انگلستان مبلغ بھجوا رہا ہے وہ مخلص ہے۔ ہم اس وقت مخلص کہلانے کے مستحق ہوں گے جب ہم مبلغین کو باہر بھیجنے کے ساتھ اپنے ہمسائیوں کی خرابی پر بھی نظر رکھیں اور جو مبلغ ہم نے باہر بھیجے ہیں۔ اس وقت تک ہم ان کے کام میں بھی حصہ دار نہیں ہوں گے جب تک ہم اپنا وقت تبلیغ پر خرچ نہ کریں۔ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو ہر ایک سمجھنے والا یہی سمجھے گا کہ دنیا میں نام پیدا کرنے کے لئے انہوں نے بیرونی ممالک کی تبلیغ میں حصہ لیا ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اگر آٹھ میل کے فاصلہ پر آگ لگے تو تم فوراً اس طرف آدمی دوڑاؤ اور اس میں حصہ لو لیکن جب تمہارے ہمسایہ کے گھر میں آگ لگے تو تم بیٹھے رہو۔ اور پھر کہو کہ ہم نے محض انسانی بھلائی اور نیکی اور ہمدردی کی غرض سے آٹھ میل دور آدمی بھیجے تھے۔ اگر تم نے بھلائی اور نیکی کی غرض سے وہاں آدمی بھیجے تھے تو پھر تمہیں یہاں کیا ہو گیا تھا۔ اگر تمہارے اندر تقویٰ ہوتا تو تم ضرور یہاں بھی آدمی بھیجتے۔ لیکن تمہارا صرف وہاں آدمی بھیجنا اور یہاں نہ بھیجنا بتاتا ہے کہ تم وہاں کسی خاص غرض کے لئے گئے تھے۔ پس اپنے ملک کے لوگوں تک تبلیغ پہنچانا احمدیت کے اہم ترین فرائض میں سے ہے جسے نظر انداز کر کے ہم اپنے تمام کاموں کو شبہ میں ڈال دیتے ہیں۔ ہماری نماز بھی مشتبہ ہو جاتی ہے، ہماری زکوٰۃ بھی مشتبہ ہو جاتی ہے، ہماری تبلیغ بھی مشتبہ ہو جاتی ہے اور ہمارے چندے بھی مشتبہ ہو جاتے ہیں۔

مَیں متواتر مختلف طریقوں سے جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ اب تک جماعت نے پورے طور پر اس کام کی طرف توجہ نہیں کی۔ نہ

قادیان کے لوگوں نے اور نہ باہر کے لوگوں نے۔ قادیان کے لوگوں کے لئے یہ مزید فکر کی بات ہے کیونکہ قادیان کے لوگوں کو ایک ایسے ماحول میں رہنے کا موقع ملا ہوا ہے کہ آہستہ آہستہ ان کی تبلیغ کی روح کچلی جارہی ہے اور ان کی نسلوں میں بھی نمایاں کمزوری نظر آتی ہے۔ بیرونی لوگوں میں اکثر ایسے ہوتے ہیں جن کے رشتہ دار غیر احمدی ہوتے ہیں۔ جب کسی کے والدین مرتے ہیں تو ان کی اولادوں میں سے جو کمزور ایمان والے ہوتے ہیں وہ اپنے رشتہ داروں کے اثر کے نیچے غیر احمدی ہو جاتے ہیں اور جو مضبوط ایمان والے ہوتے ہیں وہ احمدیت پر قائم رہتے ہیں مگر بہر حال وہاں صرف دو ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں یا مرتد ہونے والے لوگ ہوتے ہیں یا نہایت ہی مخلص اور جوشیلے ہوتے ہیں۔ تیسری قسم نہیں ہوتی۔ مگر قادیان میں ایک تیسری قسم بھی پیدا ہو گئی ہے جو زیادہ خطرناک ہے۔ قادیان میں بعض لوگوں کی نسلیں احمدیت سے بالکل مستغنی نظر آتی ہیں۔ وہ مرتد تو نہیں ہوتیں، نعرے لگانے کے لئے ساتھ ہوتی ہیں مگر دین کے لئے جو جوش اور ولولہ چاہئے اور جس کے بغیر روحانیت زندہ نہیں رہ سکتی ان میں نہیں پایا جاتا۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ وہ دشمن کے نرغہ میں گھرے ہوئے نہیں بلکہ دوستوں میں رہتے ہیں اور امن میں رہتے ہیں۔ امن میں رہنے کی وجہ سے جو دین کی ضروریات ہیں ان کو محسوس نہیں کرتے اور دشمن کے نرغہ میں ہونے کی وجہ سے جو گرمی اور جوش پیدا ہوتا ہے وہ ان میں نہیں ہے۔ پس قادیان کے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ ایسے راستے سوچیں کہ جن پر چل کر ان کی زندگی بے کار نہ ہو اور روحانی لحاظ سے وہ مُردار نہ ہوں۔ صرف میرا خطبہ اس کے لئے کافی نہیں۔ مقامی انجمن کو چاہئے کہ وہ جماعت میں بیداری پیدا کرے۔ وہ مختلف محلّوں میں جلسے کرے اور لوگوں سے طریق پوچھے کہ وہ کس طرح اس دیوار کو توڑ سکتے ہیں جو ہمارے ارد گرد حائل ہو گئی ہے۔ جس طرح ہر بدی اپنے ساتھ نیکی رکھتی ہے اسی طرح ہر نیکی بھی اپنے ساتھ بدی رکھتی ہے۔ جب بیماری کے جرمز (Germs) پیدا ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس بیماری کا مقابلہ کرنے کے لئے جسم میں ہی سامان پیدا کر دیتا ہے اور بیماری کے ساتھ صحت کے سامان بھی پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب صحت ہوتی ہے تو اس کے مقابلہ میں بیماری کے سامان بھی پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ پس ہر نعمت

اپنے ساتھ خطرہ رکھتی ہے۔ ہر فرشتے کے مقابلہ میں ایک شیطان ہے۔ جس طرح ہر شیطان کے مقابلہ میں ایک فرشتہ ہے۔ تمہیں صرف یہی قانون اپنے سامنے نہیں رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطانوں کی سرکوبی کے لئے فرشتے بنائے ہیں بلکہ تمہیں یہ بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ فرشتوں کے کام کو خراب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے شیطان بھی بنائے ہیں۔ اگر نیکی سامنے آئے تو سمجھو کہ اس کے مقابلہ میں بُرائی بھی کھڑی ہے اور اگر بُرائی سامنے آئے تو تمہیں مطمئن رہنا چاہئے کہ اسے دور کرنے والے اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھی مقرر کئے ہیں۔ خطرے کے وقت میں اطمینان رکھنا صرف یہی نیکی نہیں بلکہ اطمینان کے وقت گھبرانا بھی نیکی میں شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے یہ حقیقت بیان کی ہے کہ مومن کا ایمان خوف اور رجا کے درمیان ہوتا ہے مگر ان دونوں کے موقعے الگ الگ ہوتے ہیں۔ ہر مومن کے لئے جب امن پیدا ہوتا ہے تو وہ خوف کے مقام پر ہوتا ہے اور جب خوف پیدا ہوتا ہے تو وہ رجا کے مقام پر ہوتا ہے۔ خطرہ ہو تو مومن کے دل میں یہ اطمینان ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے لیکن جب آرام آتا ہے تو وہ مطمئن نہیں ہوتا بلکہ گھبراتا ہے اور کہتا ہے کہ شیطان میرے دروازے پر کھڑا ہے مجھے جلدی اس کا انتظام کرنا چاہئے۔ پس اسے آرام کے وقت میں خوف ہوتا ہے اور خطرے کے وقت میں اطمینان ہوتا ہے۔ یہی وہ حقیقی تقویٰ کا مقام ہے جس کے ساتھ انسان کا ایمان محفوظ ہوتا ہے۔ پس قادیان کے لوگوں کے لئے بہت زیادہ خطرہ ہے۔ اس لئے کہ چاروں طرف سے احمدیت کی آوازیں اٹھتی ہیں اور ان کے اٹھنے کی وجہ سے دشمن کے اعتراضات جن سے طبیعت میں ایک گرمی اور جوش پیدا ہوتا ہے اور انسان کے اندر تبلیغی مادہ کی روح پیدا ہوتی ہے مدھم پڑ جاتے ہیں۔ احرار یہاں جلسے کرتے ہیں لیکن وہ جلسے ایسے نہیں کہ جن سے تبلیغ کا جوش پیدا ہو بلکہ وہ ایسے جلسے ہیں جن سے اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ چند لوگ باہر سے آتے ہیں اور لاؤڈ سپیکر لگا کر گالیاں دے جاتے ہیں۔ یا کچھ اَئِمَّۃُ الْکُفْر ہیں جو اپنی مخالفت میں انتہاء کو پہنچے ہوئے ہیں۔ مگر بیرونجات میں ہزار ہا لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے اعتراضات اخلاص پر مبنی ہوتے ہیں وہ اپنے اعتراضات بات کو سمجھنے کے لئے کرتے ہیں۔ اس لئے سننے والا ان کے اعتراضوں سے غصہ میں نہیں آتا بلکہ سننے والے کے دل میں یہ شوق پیدا

ہوتا ہے کہ اس کو تبلیغ کر کے ہدایت کی طرف کھینچے۔ پس قادیان کے لوگوں کو بجائے غافل ہونے کے زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔ انہیں سوچنا چاہئے کہ وہ اپنی تبلیغ کا دائرہ کس طرح وسیع کریں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر مقامی انجمن صحیح طور پر کام کرے اور صحیح طور پر آدمیوں کو منظّم کرے تو قادیان کے اردگرد بھی ابھی تبلیغ کی بہت سی گنجائش باقی ہے۔ ہزارہا آدمی ہمارے اردگرد موجود ہیں جو ہدایت پا سکتے ہیں اور جن کو ہدایت دینے کے لئے کوشش کرنا نہایت ضروری ہے۔ یہاں تو میدان ہمارے ہاتھ میں ہے۔ لیکن بیرونی جماعتوں کے اردگرد کا میدان غیروں کے ہاتھ میں ہے وہاں ہماری مثال ایسی ہی ہے جیسے سمندر میں کارک **6** پھینک دیا جاتا ہے۔ جماعت وہاں کی لہروں میں تیرتی پھرتی ہے اور جہاں اسے لہر پھینکتی ہے اُدھر چلی جاتی ہے۔ ابھی اَور جماعتیں اتنی بھی حیثیت نہیں رکھتیں جتنی ایک کِیلے کی ہوتی ہے۔ ایک کِیلا جس سے جانور باندھا جاتا ہے۔ اس کیلے کی حیثیت اتنی تو ہوتی ہے کہ وہ اپنی جگہ پر گڑا ہوتا ہے لیکن ہماری تو اتنی بھی حیثیت نہیں۔ ہماری حیثیت قادیان سے باہر محض ایک کارک کی سی ہے جو سمندر میں تیرتا پھرتا ہے جس کی اپنی کوئی جگہ نہیں ہوتی بلکہ اس کو جو جگہ دی جائے وہ اسے قبول کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح بیرونجات کی جماعتوں کو بھی جو جگہ غیر دیتے ہیں انہیں قبول کرنی پڑتی ہے ان کی اپنی جگہ کوئی نہیں۔ سوائے چند ایک جماعتوں کے اور وہاں بھی وہی خطرہ پیدا ہے جو قادیان میں پیدا ہو چکا ہے۔ پس دونوں صورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے لوگوں کی تنظیم کرنی چاہئے۔ ان لوگوں کی حفاظت کے لئے بھی جو دشمن کے نرغے میں ہیں اور ان کے لئے بھی جن کے اردگرد تو ان کے دوست ہیں لیکن وہ شیطان کے نرغے میں آئے ہوئے ہیں۔

مَیں نے پہلے بھی کئی دفعہ تحریک کی ہے لیکن وہ ہَوا میں اُڑ گئی۔ کچھ لوگوں پر اثر ہوا اور کچھ بیداری پیدا ہوئی لیکن حقیقتاً وہ نہ ہونے کے برابر تھی۔ اگر ہم میں سے ہر شخص اس بات کا عہد کر لے کہ وہ سال میں کم از کم ایک احمدی بنائے گا تو مَیں سمجھتا ہوں کہ پچاس ساٹھ سال تو الگ رہے چھ سات سالوں میں ہی اتنا عظیم الشان تغیر پیدا ہو جائے گا کہ اس کی مثال ڈھونڈنی مشکل ہو گی۔ لاکھوں کی جماعت ہو اور سَو آدمی کام کرنے کا ارادہ کرے اور باقی غافل رہیں تو اس سے کیا بنتا ہے۔ اس کا علاج یہی ہے کہ مَیں نے جو دفتر بیعت قائم کیا ہے وہ مبلغین کے

ذریعہ اور جماعتوں کے تبلیغی سیکرٹریوں کے ذریعہ جماعتوں کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعتوں سے یہ عہد لیں کہ ہم نے بحیثیت مجموعی تم سے اتنے احمدی اس سال لینے ہیں۔ اور یہ صرف جماعتوں سے ہی بحیثیت جماعت عہد نہ لیا جائے بلکہ جماعتوں سے بحیثیت جماعت الگ عہد لیں اور افراد سے بحیثیت افراد الگ عہد لیں اور پھر وہ اس کی نگرانی کریں۔

وجہ کیا ہے کہ ایک جماعت اپنا چندہ پورا دیتی ہے تو سمجھ لیتی ہے کہ اس نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ حالانکہ اصل چندہ تو نیکی کا چندہ ہے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ ان چندوں کے ساتھ ساتھ وہ کس حد تک اپنے جوشوں کو قائم رکھتے ہیں، کس حد تک وہ اپنی اصلاح کرتے ہیں اور کس حد تک وہ تبلیغ کرتے ہیں اور پھر کس حد تک اس کے نتائج نکلتے ہیں۔ اگر اس رنگ میں تبلیغ کی جائے اور ان چندوں کی طرح یہ چندے بھی باقاعدگی سے ادا کئے جائیں اور ہر فرد یہ چندہ ادا کرے تو ان چندوں کی طرح جن کی تعداد بیرونجات و مرکز کے چندوں کو ملا کر پچیس لاکھ سالانہ تک پہنچ گئی ہے۔ یہ بھی پچیس لاکھ سالانہ تک پہنچ سکتی ہے۔ پس یہ کام ایسا مشکل نہیں صرف ارادے، عزم اور صحیح طریقے کی ضرورت ہے۔ پس مَیں مقامی کارکنان کو بھی توجہ دلاتا ہوں اور قادیان کے افراد اور انجمن کو بھی کہ وہ قادیان کے اردگرد کی تبلیغ کو وسیع کرنے کے متعلق سوچیں، سکیمیں بنا کر میرے سامنے پیش کریں اور پھر ان پر عمل کریں۔ اسی طرح مَیں بیرونجات کی جماعتوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ وقت نازک ہے۔ اس سال میں سے کچھ دن ضائع ہو گئے ہیں اس لئے ہماری ذمہ داری بڑھ گئی ہے۔ الیکشن میں جماعت اگرچہ دینی اثر کے ماتحت لگی رہی مگر بہر حال وہ دنیوی کام تھا۔ ہمیں اب اس جہادِ صغیر سے ہٹ کر جہادِ کبیر کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کے نام کو جلد سے جلد ہندوستان اور ہندوستان سے باہر تمام دنیا میں پھیلا دیں اور ہماری آنکھیں اس نظارے کو دیکھ لیں کہ زین العابدین کی طرح بیمار و بے کس دین خدا تعالیٰ کے حضور میں بھی اور دنیا کی نگاہ میں بھی پھر نئے سرے سے طاقتور اور آزاد ہو گیا ہے۔" (الفضل 7 مارچ 1946ء)

1: موضوعات مُلّا علی قاری صفحہ 40 مطبوعہ دہلی 1346ھ

2: مسلم کتاب صفات المنافقین باب تحریش الشیطان (الخ)

3: ملفوظات جلد 5 صفحہ 81

4: بخاری کتاب الایمان باب مَا جاءَ ان الا عمال بالنّیّة

5: مَارج: بھڑکنے والا شعلہ

6: کارک: ایک درخت کی چھال جس سے بوتلوں وغیرہ کے ڈاٹ بنائے جاتے ہیں۔
(اردو جامع فیروز اللغات)